ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

بیعُ المُزَایِدَ ۃ (نیلامی/بولی کی شرعی حیثیت اور احکام)

Sami ul haq
PhD scholar Islamic studies Abdul Wali Khan University Mardan
E-mail: samiulhaq080@gmail.com
Asma Nosheen
PhD scholar Islamic studies Abdul Wali Khan University Mardan
Muhammad Shakeel
PhD scholar Islamic studies Abdul Wali Khan University Mardan

ABSTRACT

Bai al-Muzayadah, commonly known as auction or competitive bidding, holds significance in Islamic finance and commerce. In this type of transaction, sellers present their items for sale without fixing a price and interested buyers compete by offering higher bids until the highest bid is accepted. The item is then sold to the bidder who placed the highest offer.

In Islamic jurisprudence, Bai al-Muzayadah is recognized as a permissible method of sale, allowing goods to be sold to the highest bidder through a transparent bidding process. The practice aligns with Islamic values of fairness and market efficiency, providing a mechanism for determining the true market value of commodities. This paper aims to explore its position within the framework of Islamic principles, investigating its commandments, conditions, and ethical implications.

It examines the requirement for transparency, honesty, and the absence of prohibited elements such as uncertainty (gharar) and exploitation (ghasb). By adhering to these conditions, Bai al-Muzayadah upholds the principles of justice and integrity in Islamic commerce. Furthermore, the paper investigates the prevalence of unfair and corrupt methods in Bai al-Muzayadah transactions.

موضوع:

نیلامی خرید و فروخت کا ایک ایسا طریقہ ہے جس میں ایک تاجر اپنے مالِ تجارت کو بغرض فروخت خریداروں کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس پر ایک عارضی قیمت کے ساتھ آواز لگاتا ہے،مال خریدنے کے خواہش مند لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور اپنے نفع کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قیمت بڑھاتے ہیں یہاں تک کہ سب سے آخر میں زیادہ قیمت لگنے کے بعد جب آواز لگانے والا بار بار اس قیمت کے ساتھ آواز لگاتا ہے اور کوئی اس سے زیادہ قیمت نہ لگائے تو یہ مال اس خریدار کے نام لکھ دیا جاتا ہے جس نے سب سے زیادہ قیمت لگائی ہو۔اس قسم کے بیع کو عرف عام میں نیلامی یا بولی کہا جاتا ہے۔ بیع کا یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر موجودہ زمانے تک رائج ہیں۔اکثر شہروں میں اس کے لئے ایک خاص جگہ ہوتی ہے جس میں لوگ اپنے سامانِ تجارت بولی کے لئے لاتے ہیں۔

بیع المزایدۃ(نیلامی) کا معنی لغوی واصطلاحی:

لغوی تحقیق:

المُزَایَدَۃُ باب مفاعلہ سے اصل فعل میں دو افراد کے مابین شرکت کا تقاضا کرتی ہے [1]۔

المُزَایَدَۃُ :نیلامی(ضد:مناقصۃ)[2]

فالمزایدۃ ھی المنافسۃ علی الزیادۃ۔(پس مزایدہ قیمت کی زیادتی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی دوڑ ہے)۔

والمَزاد :موضع المزایدۃ (مزاد سے مراد نیلام گاہ ہے۔)

اصطلاحی تعریف:

(1)عرف العینی المزایدۃ فقال: ان یعطی بہ واحد ثمناً ثم یعطی بہ غیرہ زیادۃ علیہ[3] ۔

(علامہ عینی المزیدہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مزایدہ سے مراد یہ ہے کہ کسی مال پر کوئی شخص ایک قیمت لگائے، پھر دوسرا شخص پہلے سے زیادہ قیمت لگائے)۔

(2)المُزَایَدَۃُ :بولی کی بیع یعنی کوئی چیز بیع کے لئے پیش کی جائے اس پر مختلف افراد زیادہ قیمت لگائیں جو سب سے زیادہ قیمت لگائے اسے حق خرید مل جائے[4]۔

(3) المزايدة و (بيع المزاد) البيع الَّذِي يتم بطرِيق الدعْوَة إِلَى شِرَاء الشَّيْء المعروض ليرسو على من يعرض أَعلَى ثمن و (ثمن المزاد) الثّمن الَّذِي رسا بِهِ المزاد [5]-

(بیع مزایدہ سے مراد وہ بیع ہے جو کسی شئ کی خریداری کی طرف بلانے سے تام ہوتی ہے تاکہ اس شخص کے حق میں نیلامی ہو جائے جو زیادہ قیمت پیش کریں)

بيعُ المُزَايد ۃ (نیلامی) کا حکم:

نیلامی کے جواز اور عدم جواز میں فقہاء کے تین مذاہب ہیں۔

(الف) جمہور اہل علم کا مذہب:

جمہور اہل العلم (حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ) کے نیز نیلامی بالاتفاق جائز ہے۔

ان کے دلائل درج ذیل ہیں۔

1) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلاَمًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، فَاحْتَاجَ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي» فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بِكَذَا وَكَذَا فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ[6]-

"حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے اپنے غلام کو مرنے کی شرط کے ساتھ آزاد کیا۔ لیکن وہ شخص کسی وجہ سے مفلس ہو گیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے غلام کو لے کر فرمایا کہ اسے مجھ سے کون خریدے گا۔ اس پر نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسے اتنی اتنی قیمت پر خریدا"۔

نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے غلام کو آٹھ سو درھم کے عوض خریدا۔ اس حدیث سے نیلامی کی جواز اس طور پر ثابت ہوتی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کون خریدتا ہے تو یہ نیلام ہی ہوا۔

2) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سوال کرنے کی غرض سے آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا تیرے گھر میں کوئی شئ ہے؟ وہ بولا کیوں نہیں ایک کمبل ہے جس کا ایک حصہ ہم بچھا لیتے ہیں اور ایک حصہ اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پانی پینے کا پیالہ ہے جس سے ہم پانی پیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔ وہ گیا اور اپنی دونوں چیزیں لے آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو ہاتھ میں لے کر فرمایا ان کا خریدار کون ہے؟ ایک شخص بولا میں ایک دینار میں خریدتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک دینار سے زائد کون دیتا ہے (اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ فرمایا) ایک شخص نے کہا میں ان دونوں چیزوں کو دو درہم میں لینے کے لیے تیار ہوں پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ دونوں چیزیں اس کے حوالہ کر دیں اور اس سے دو درہم لے کر اس انصاری شخص کو دے دیئے اور فرمایا ایک درہم کی کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے کر گھر میں ڈال لے اور ایک درہم میں ایک کلہاڑی خرید لے وہ کلہاڑی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں ایک لکڑی اپنے دستِ مبارک سے ٹھونکی اور فرمایا۔ جا لکڑیاں کاٹ کر لا اور بیچ۔ اور پندرہ دن تک میں تجھے یہاں نہ دیکھوں۔ پس وہ شخص چلا گیا۔ وہ لکڑیاں کاٹتا اور ان کو بیچتا۔ کچھ دنوں بعد وہ شخص آیا اور اس نے دس درہم کمائے تھے جس میں سے اس نے کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ کا کھانے پینے کا سامان۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے حق میں یہ بہتر ہے اس بات سے کہ قیامت کے دن تیرے منہ پر ایک داغ لگا ہو۔[7]

وجہ استدلال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ "من يزيدهم على درهم" پھر اس شخص کو وہ دونوں چیزیں حوالہ کر دی، جس نے کہا تھا کہ اس کو دو درھم پر لینے کو تیار ہوں۔ پس یہ بولی کی جواز پر دلالت کرتا، اس لئے کہ اگر بولی جائز نہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کو نہ فرماتے۔

3) دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو بازار میں کو بولی لگاتے ہوئے دیکھا ہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے منع نہیں کیا، جس سے اس کی جواز ثابت ہوتی ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

4) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواز کے متعلق مستقل ایک عنوان کے تحت باب قائم کیا ہے، انہوں نے عطاء بن ابی رباح کا قول نقل کیا ہے کہ اسلاف مال غنیمت کو نیلام کرنے میں کوئی حرج نہیں خیال کرتے تھے۔ جو قیمت زیادہ لگا تا وہ اسے خرید لیتا۔

5) چوتھی دلیل اجماع ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں بیت المال کے اونٹ بولی کر کے فروخت کئے تھے۔ جبکہ کسی بھی صحابیؓ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی ،تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ بیع المزایدۃ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے دور میں بالاتفاق جائز تھی۔

5) حضرت یوسف علیہ السلام پر مصر کے بازار میں تین دن تک بولی لگائی گئی تھی، بولی میں آپ علیہ السلام کے حسن وجمال کی وجہ سے قیمت اس حد تک بڑھ گئی کہ کوئی عام آدمی آپ علیہ السلام کو خرید نہ سکا، بالآخر بادشاہِ مصر کے وزیر خزانہ عریز مصر نے آپ علیہ السلام کو آپ علیہ السلام کے وزن کے برابر مشک، موتی، سونا، چاندی، اور ملبوسات
کی صورت میں قیمت ادا کر کے خریدا[8]۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بولی نہ صرف اسلام میں بلکہ اسلام سے ماقبل ادیان میں بھی جائز تصور کی جاتی تھی۔

(ب) ابراہیم النخعی اور بعض سلف کا مذہب:

ابراہیم نخعی اور بعض سلف بیع المزایدۃ کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔[9]

یہ حضرات بیع المزایدہ کی کراہت پر درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں۔

1. ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"لايبع الرجل على بيع اخيه ولا يسوم على سوم اخيه"[10]۔کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کریں اور نہ اپنے بھائی کے دام پر دام لگائے۔

2. حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ:ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى ان يستام الرجل على سوم اخيه ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی اپنے کے سودے پر سودا کریں۔

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودے پر سودا کرنے اور بیع پر بیع کرنے سے منع فرمایا ہے، اور بیع المزایدہ (نیلامی) میں بھی کسی کے سودے پر سودا ہوتا ہے۔ لہذا نہی کو کراہت پر محمول کیا جائے گا۔

(ج) حسن بصری، ابن سیرین، اوزاعی اور اسحاق بن راہویہ کا مذہب:

تیسرا مذہب حسن بصری، ابن سیرین، اوزاعی اور اسحاق بن راہویہ کا ہے۔ یہ حضرات نیلامی کو صرف مال غنیمت اور میراث میں جائز قرار دیتے ہیں اور باقی اموال میں عدم جواز کے قائل ہیں۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں۔

1. زید ابن اسلم سے روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما سے نیلامی کے متعلق سوال کیا تو عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما نے فرمایا:نهى رسول الله صلى عليه وسلم ان يبع احدكم على بيع اخيه الا الغنائم والمواريث۔رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے مال غنیمت اور میراث کے علاوہ اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرنے سے منع فرمایا۔

2. اسی طرح ایک اور روایت میں بھی زید ابن اسلم عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يبيع احدكم على بيع اخيه حتى يذر الا الغنائم والمواريث۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم اور مواریث کے علاوہ کسی کی بیع پر بیع کرنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ اس بیع کو چھوڑ دیں۔

ان دو روایات میں صراحتاً ذکر ہے کہ مال غنیمت اور مال میراث کے علاوہ اموال میں بیع المزیدہ (نیلامی) ناجائز ہے۔ انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں نیلامی کو مطلقاً جائز قرار دیا گیا ہے تو اس روایت سے نیلامی کے جواز کو صرف غنائم اور مواریث کے ساتھ مقید کیا گیا۔

تینوں مذاہب کے دلائل کا تجزیہ:

I. جواز پر پہلا دلیل صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جو سب سے قوی دلیل ہے، امام بخاری نے اس کے لئے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے کہ "باب بیع المزاید" جس میں اس کے جواز کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

جواز کے باب میں دوسرے دلیل کے طور پر انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی رایت سے استدلال کیا گیا ہے، جس کے متعلق امام ترمذی کہا ہے کہ حدیث حسن۔ بعض اہل علم نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن حدیث ضعیف کے خلاف جب تک کوئی قوی دلیل نہ جو اس کو دفع کریں تو اس پر عمل جائز ہے۔ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں امام احمد کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ مرسل اور حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے جب تک اس کے مخالف کوئی دلیل نہ آئے جو اس سے صحت میں مضبوط ہو اور اس کو رد کرتا ہو۔ اور حدیث ضعیف سے مراد باطل اور منکر نہیں ہے، بلکہ ان ہاں حدیث ضعیف صحیح اور حسن کے اقسام میں ایک قسم ہے۔ جب تک حدیث ضعیف کے خلاف کوئی اثر، قول صحابا ور اجماع نہ ہو تو قیاس کے بجائے اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے[11]۔

II. جن علماء نے بیع المزایدہ کو مکروہ کہا ہے ان کا استدلال مزکورہ روایات سے صحیح نہیں ہے کیوں کہ اس میں "ولا یسوم علی سوم اخیہ" سے مراد بیع مساومہ ہے، اور یہ بات واضح ہے کہ بیع مساومہ اور بیع مزایدہ دو الگ قسم کے بیع ہیں۔ بائع اور مشتری جس قیمت پر اتفاق کرلیں اس قیمت پر بیچنے کا نام بیع مساومہ ہے۔"مساومۃ وھو بیع بالثمن الذی یتفقان علیہ۔" [12] جب جانبین کا ایک قیمت پر اتفاق ہو جائے تو اس کے بعد کسی تیسرے شخص کا زیادہ قیمت لگا کر کسی کی بیع پر بیع کرنا جائز نہیں ہے۔ جبکہ بیع المزایدہ کا تعلق کسی ایک قیمت پر متفق ہونے سے پہلے بیع کرنے سے ہے۔

III. عدم جواز پر زید بن اسلم کی راویت سے استدلال کیا گیا ہے، لیکن یہ راویت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف راوی ہے۔"قال الھیثمی: و فیہ ابن لہیعہ وھو ضعیف"[13]

ترجیح:

مزکورہ تمام دلائل کا بغور جائزہ لینے کے بعد بیع المزاید (نیلامی) کے جواز کو ترجیح دی جاتی ہے، کیونکہ یہ ایک ایسی بیع ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لیکر آج تک لوگوں میں متعارف ہے، اور یہ نہ صرف مال غنیمت اور میراث کے ساتھ خاص ہے، بلکہ تمام اموال میں جائز ہے۔

نیلامی کے احکامات:

نیلامی کے شرائط اور احکامات عموماً مقامی قوانین اور حکومتی نگرانی کے زیر اثر مختلف ہوتے ہیں۔ عموماً ریاستی اداروں کی طرف کچھ اصول وضع کئے جاتے ہیں مثلاً قیمت کی ابتدائی فرضی تصورات، نیلامی کی مدت، ادائیگی کے طریقے، شرائط کی پیشگوئی، منسوخی کی شرائط، اور انتقالی خطوط۔ یہ احکامات معمولاً قانونی مشاورت کے ذریعے سامنے آتے ہیں اور متعلقہ ریاستی اداروں کی جانب سے جاری کردہ قوانین اور اصولوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ کیونکہ شارع نے ان امور سے منع فرمایا ہے۔ یہاں کچھ عام احکامات کا ذکر کیا جارہا ہے، جن کا لحاظ رکھنا بائع اور مشتری دونوں کے لئے ضروری ہے۔

1. مالک کے اختیار سے تمام منقولہ اور غیر منقولہ اموال کا خرید و فروخت بذریعہ نیلامی جائز ہے۔
2. مالک سے یا اس کے وکیل سے (جس کو مال فروخت کرنے پر مامور کیا گیا ہو) یا نیلامی میں آواز لگانے والے سے کسی شئ کو خریدنا جائز ہے۔
3. مال تجارت کو بازار اور منڈی میں نیلامی کے لئے لے جانا جائز ہے۔
4. مال لینے کی نیت ہو، محض بھاؤ بڑھانا مقصود نہ ہو اگر ایسا ہے تو نیلامی ناجائز ہے۔ جیسا کہ ہمارے ہاں تجارتی منڈیوں میں تاجر حضرات ایسے ایجنٹ مقرر کر دیتے ہیں، جن کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر ممکن خریدار کو دھوکہ دے کر زیادہ قیمت دینے پر آمادہ کرتے ہیں۔ ایسے ایجنٹ بعض اوقات خریدار کی موجودگی میں مطلوبہ چیز کی قیمت بڑھا کر خریدار بنتے ہیں حالانکہ یہ لوگ خریدار نہیں ہوتے بلکہ محض بھاؤ بڑھانے کے لیے نیلامی میں حصہ لیتے ہیں۔ شریعت اس طرح کی دھوکہ دہی کو جائز قرار نہیں دیتی البتہ سودا لینے کی نیت سے نیلامی میں حصہ لینا جائز ہے۔

5. جب بائع اپنے مال پر بولی کرتے ہوئے آواز لگاتا ہے، اور کوئی شخص اس سے کسی قیمت پر لینے کے لئے راضی ہو جائے، جس پر بائع اس کی طرف مائل ہو کر آواز لگانا بند کر تا ہے، تو اب اس کے بعد کسی اور کے جائز نہیں کہ اس پر زیادہ قیمت لگائیں۔ کیونکہ حدیث کی رو سے کسی کی بیع پر بیع کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر دلال کسی مال پر بولی کر رہا ہو اور کوئی شخص اس سے کسی قیمت پر لینے کے لئے راضی ہو جائے، جس کے جواب میں دلال کہتا ہے کہ میں مالک سے پوچھتا ہوں، تو اگر اس دوران کوئی دوسرا خریدار آتا ہے اور پہلے سے زیادہ قیمت پر اس مال کو لینا چاہتا ہے تو یہ جائز ہے۔ اور اگر دلال مالک کو خبر دیتا ہے اور مالک اجازت دیتا ہے کہ اس بھیج دو، اور ثمن پر قبضہ ہو جائے تو اس کے کسی اور کے لئے اس پر بیع کرنا جائز نہیں ہے[14]۔
6. بعض دفعہ بولی لگانے والا خریدار کو مائل کرنے کے لئے مبیع کی ایسی صفات بیان کرتا ہے جو اس میں نہیں پائے جاتے، یہ ناجائز اور حرام ہے۔ شریعت کی رو سے اس فعل کو دھوکہ کہا جاتا ہے۔
7. بعض تاجر زیادہ منافع کمانے کی غرض سے مبیع کی اصل ہیئت کو چھپاتے ہیں، مثلاً پرانے چیزوں کو رنگ دے کر نئے کے قیمت سے فروخت کرنا، گاڑی کی کم استعمال ظاہر کرنے کے لئے سپیڈ میٹر کو پیچھے کرنا، اسی طرح جانوروں کے تھنوں میں دودھ کو روکنا اس غرض سے کہ جانور کو زیادہ دودھ دینے والا ظاہر کیا جائے یہ سب کام ناجائز ہیں کیونکہ "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بیچنے کے لیے) اونٹنی اور بکری کے تھنوں میں دودھ کو روک کر نہ رکھو۔ اگر کسی نے (دھوکہ میں آکر) کوئی ایسا جانور خرید لیا تو اسے دودھ دوہنے کے بعد دونوں اختیارات ہیں چاہے تو جانور کو رکھ لے، اور چاہے تو واپس کر دے۔ اور ایک صاع کھجور اس کے ساتھ دودھ کے بدل دے دے۔"[15]
8. کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی پر عیب دار چیز فروخت کریں، کیونکہ اس کو تدلیس کہتے ہیں اور یہ شرع کی رو سے حرام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اور جو مسلمان اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی عیب دار چیز بیچے اس کے لیے حلال نہیں کہ اس کے لیے (وہ عیب) بیان نہ کرے[16]۔
9. نیلامی کی بیع میں کسی خریدار کا دیگر خریداروں کو پیسے دے کر حق خریداری سے دست بردار کرانا شرعاً ناجائز ہے۔ مثلاً بائع نے مبیع کی قیمت دس ہزار لگائی اور یک خریدار دوسرے خریداروں کو پیسے دے کر نیلامی میں حصہ لینے سے روکتا ہے، اس غرض سے کہ قیمت دس ہزار سے نہ بڑھے اور میں اسے دس ہزار ہی میں خریدلوں۔ اس میں فرخت کنندہ کے حق میں دھوکہ دہی اور نقصان ہے۔ اور اس سے نیلامی کا مقصد اور افادیت ختم ہو جائے گا۔
10. نیلامی کے وقت مبیع کے جس مقدار یا معیار کو ذکر کیا جائے، مبیع میں اس کا حقیقتاً پایا جانا ضروری ہے۔ اگر خریدار کو مزکورہ مقدار یا معیار سے کم مبیع دیا گیا تو اس کو شرعی اصطلاح میں "البخس" کہتے ہے۔ اور یہ حرام ہے۔ قرآنی کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ولا تبخس الناس آشياءهم[17]" اور لوگوں کو ان چیزیں کم کر کے مت دو۔

نتیجہ :

نیلامی خرید و فرخت کا جائز اور مشہور طریقہ ہے، اور جمہور علماء و فقہاء حتی کہ ائمہ اربعہ اس کے جائز ہونے کے قائل ہیں۔ جن علماء نے اس کے کراہت یا عدم جواز کا قول کیا ہے ان کے پاس کوئی قوی دلیل نہیں ہے، جبکہ جواز کے حق میں قرآن، حدیث اور اجماع امت ہر لحاظ سے قوی دلائل موجود ہیں۔ ریاستی اداروں کی طرف سے جو اصول و قوانین وضع کئے جائے اس کی پاسداری لازمی ہیں، کیونکہ نظم ونسق کو برقرار رکھنے کے لئے ہر ملک اپنے حساب سے کچھ تجارتی قواعد وضوابط وضع کرتے ہیں۔ جن پر عمل کرنا ہر شہری کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

تجاویز و سفارشات :

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

- یہ ایک اہم موضوع ہے، اردو میں اس پر مفصل تحقیق کام نہیں ہوا ہے، لہذا اگر اس موضوع کو بنیاد بنا کر ایم فل لیول کا ایک مقالہ لکھا جائے تو قارئین کے لئے مفید ہو گا۔
- ہمارے ہاں عموماً بازاروں، اور منڈیوں میں نیلامی کی جاتی ہے، لیکن اس میں بہت سے خلاف شرع امور بھی کئے جاتے ہیں، لہذا عوام الناس کو ان خلاف شرع امور سے واقف کرنا اور ان کی صحیح رہنمائی کرنا ضروری ہے۔
- بعض اوقات اس بیع میں کچھ ایسے امور شامل ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اس بیع میں کراہت، حرمت، فسخ یا ابطال لازم آتا ہیں۔ لہذا ان امور سے بہر صورت اجتناب کرنا چاہئے۔

حوالہ جات:

---

[1] ۔ بدر الدین عینی، **عمدۃ القاری**، ج:11، ص:261

[2] ۔ وحید الزمان قاسمی کیرانوی، **القاموس الوحید**، ص:597

[3] ۔ بدر الدین عینی، **عمدۃ القاری**، ج:11، ص:261

[4] ۔ ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاوی، **المنجد**، ص:350

[5] ۔ احمد بن إبراهيم بن خالد الموصلی، **المعجم الوسیط**، باب الزا، ج: 01 ، ص:409

[6] ۔ صحیح بخاری ،کتاب البیوع،باب بیع المزایدۃ،حدیث نمبر:2141

[7] ۔ **سنن ابی داؤد**، ج:01، کتاب الزکاۃ، باب ما تجوز فیہ المسالۃ، حدیث نمبر:1641۔ **سنن الترمذی**، کتاب البیوع، باب ماجاء فی بیع من یزید۔

[8] ۔ أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي (المتوفى: 373هـ)، **بحر العلوم**،ج:02،ص:186

[9] ۔ ابن حجر عسقلانی، **فتح الباری**،ج:04،ص:354

[10] ۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:2171

[11] ۔ابن القیم ، **اعلام الموقعین**، ج:01،ص:31

[12] ۔ **فتاوی ہندیہ** ،کتاب البیوع،الباب الثانی،ج:03،ص:04

[13] ۔الہیثمی، **مجمع الزوائد ومنبع الفوائد**،ج:05،ص:224

[14] ۔ فتوی ہندیہ

[15] ۔ صحیح بخاری، کتاب البیوع،باب النہی للبائع ان لا یحفل الابل، حدیث نمبر:2148

[16] ۔ ابن ماجہ ، کتاب التجارات،باب من باع عیبا فلیبینہ، حدیث نمبر:2246

[17] ۔ سورۃ الاعراف،07: 85